© rasailojaraid.com

حضرت مولانا عبدالرحمان عزیز الٰہ آبادی

(قسط ۶)

تحفۂ معراج کی اہمیت

چوری

چوری کرنا بھی ظلم کے قبیل سے ہے، اور چور دو طرح سے ظلم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اوّلاً وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے کہ معصیت کا مرتکب ہو کر اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتا ہے ـــ دستکاری، کاشتکاری یا کسی قسم کی کاریگری سے وابستہ ہو کر حلال روزی کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا بلکہ چوری کا عادی ہو کر کسبِ حرام کا اہتمام کرتا ہے جبکہ دینِ اسلام کسبِ حلال کا حکم دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة" (بیہقی، طبرانی)

"ایک اہم فرض (عبادت) کے بعد دوسرا فرض جائز اور حلال طریقے سے روزی کمانا ہے!"

طبرانی کی دوسری روایت میں ہے:

"طلب الحلال واجب علیٰ کل مسلمة"

"حلال مال کمانا ہر مسلمان پر واجب ہے"

اسلام حرکت و عمل، اور روزی کے حصول کے لیے تگ و دو کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ہاتھ پاؤں ہلانے پر قادر شخص بیکار بیٹھ کر دوسروں پر بوجھ بنا رہے ـــ خود تو محنت نہ کرے اور دوسروں پر آس لگائے رکھے۔

ثانیاً: چور اپنے علاوہ دوسروں پر بھی زیادتی کرتا ہے کہ ان کا وہ مال چھین لیتا ہے جس کے حصول میں انھوں نے مشقت اٹھائی، دن رات ایک کیے ـــ محض اس لیے یہ مشقت اٹھائی کہ ان کا اور ان کے اہل و عیال کا پیٹ چلتا رہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن چور ان کے خون پسینے کی کمائی چرا کر لے جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کے دلوں پر اس کی ہیبت بیٹھ جاتی ہے، لوگوں کو صبح و شام دھن دولت کی فکر کھائے جاتی ہے اور اپنی جان کا کھٹکا الگ لگا رہتا ہے۔ کیونکہ چور کبھی طاقت استعمال کرتا ہے اور کبھی ہتھیار اٹھا لیتا ہے ـــــ کبھی یہ دیکھ کر کہ مزاحمت ہوگی، سختی و درشتی سے کام لیتا ہے ـــ جس کے نتیجہ میں انارکی، بدامنی اور فتنہ و فساد کا دور دورہ ہوتا ہے۔ رعیت کے ساتھ ساتھ حکومت بھی پریشان ہو جاتی ہے اور اسے چوکیداری، پہریداری وغیرہ پر توانائی صرف کرنا پڑتی ہے ـــــ چنانچہ ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں کس قدر جانکاہی، جگر سوزی اور دھن دولت کی بربادی لازم آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چوری کے انسداد کے لیے اللہ رب العزت نے قطع ید کا حکم صادر فرمایا:

”وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًم بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ“ (المائدۃ: ۳۸)

”اور جو چوری کرے، مرد ہو یا عورت، ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے فعلوں کی سزا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔“

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں:

”لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ ولیسرق الحبل فتقطع یدہ“ (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ باب قطع السرقۃ)

”چور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ـــــ ”بیضہ“ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسّی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔“

حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں، ”بیضہ“ سے مراد لوہے کا خود ہے، اور رسّی کی مالیت تین درہم ہوتی تھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ڈھال چرانے پر ہاتھ کاٹے جانے کی سزا سنائی، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناپ تول میں کمی

ناپ تول میں کمی کا فعل بھی حد درجہ گھٹیا، قبیح و ذلیل فعل ہے اور ظلم کی اقسام میں سے ایک —— بلکہ یوں کہیے کہ یہ بد دیانتی، بے رحمی، بے مروتی، ناشکری اور پستی کی انتہا ہے! —— اس کے برعکس ایک دوسرے پر رحم دلی اور ہمدردی اسلامی اخوت کا اہم ترین تقاضا ہے —— اور جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا، ہر انسان کو دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے، خوش اسلوبی سے لین دین کرنے اور نیک سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ ایمان کے علاوہ شرافت کا بھی تقاضا یہ ہے کہ انسان، لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں مخلص رہے، ان کے ساتھ دھوکہ فریب نہ کرے اور ان کے حقوق میں کمی کا مرتکب نہ ہو۔ ناپ تول، پیمائش میں کمی نہ کرے، کیونکہ یہ مہلک گناہِ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا کہ یہ مشرک قوم اپنے شرک پرستزاد، لوگوں کے ساتھ ناپ اور تول میں کمی کی مرتکب تھی، جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تیز آواز میں مبتلا کیا اور انھیں زمین میں دھنسا دینے کی سزا سنائی[1] —— یہ اس لیے کہ یہ جرم جملہ آسمانی مذاہب میں بدترین گناہ ہے اور انسانی قوانین بھی اس کی تائید کرتے ہیں —— خود عقلِ سلیم اور طبعِ مستقیم اس فعل کو پسند نہیں کرتی، اور جس طرح توحید کا عقیدہ انسانوں کا فطری عقیدہ ہے، اسی طرح ہر قسم کے ظلم و زیادتی سے گریز کرنا اور اس کو عیب جاننا بھی فطرت کا منشا و تقاضا ہے —— مزید برآں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام و ملل کے احوال و واقعات تفصیلاً بیان فرمائے ہیں کہ کس طرح ان کے برے اعمال کی پاداش میں ان پر شدید ترین مہلک عذاب آئے، تاکہ امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) انھیں پڑھ کر، ان پر غور و فکر کرتے ہوئے عبرت پکڑے اور درستگیٔ اعمال کی کوشش کرے۔

. حضرت شعیبؑ کی قوم کی اس بدروش (ناپ تول میں کمی وغیرہ) اور پھر اس کے

---

[1] قرآن مجید میں ان پر آنے والے عذاب کے بارے کسی مقام پر "صاعقۃ" (کڑک اور بجلی) کسی مقام پر "الرّجفۃ" (زلزلہ)، کسی جگہ "صیحۃ" (چیخ) اور کسی مقام پر "عذابُ یومِ الظُّلّۃ" کے الفاظ وارد ہیں، مزید تفصیل کے لیے سورۂ اعراف آیت ۸۵ تا ۹۳ —— سورۂ ہود، آیت ۸۴ تا ۹۴ —— سورۃ الشعراء، آیت ۱۷۶ تا ۱۹۰ —— سورۃ العنکبوت، آیت ۳۶ - ۳۷ ملاحظہ فرمائیں —— بخوفِ طوالت واقعات کا تذکرہ نہیں کیا جا رہا!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انجام کی اطلاع دینے کے علاوہ براہِ راست بھی قرآنِ مجید نے اس امت کو اس گھناؤنے کاروبار کی وعید سے آگاہ فرمایا ہے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝" (التطفیف: ۱تا۶)

"ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ویل ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں، اور جب انھیں ناپ کر دیں یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ وہ اٹھائے بھی جائیں گے، ایک بڑے (سخت) دن میں، جس دن (کہ تمام لوگ) رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے!"

حضرت سدّی کہتے ہیں، اس آیت کا سببِ نزول یہ ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں ابوجہینہ نامی ایک ایسا شخص بھی تھا جس کے پاس دو پیمانے تھے، ایک سے لیتا تھا اور دوسرے سے دیتا تھا — تب یہ آیات نازل ہوئیں کہ ان لوگوں کے لیے ویل ہے[1] جو لوگوں سے لیتے وقت پورا پورا، بلکہ (بس چلے تو) زیادہ بھی وصول کرتے ہیں، لیکن جب اپنا مال ناپ یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں — کیا یہ لوگ، جو اس حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے؟ یہ دن نہایت عظیم اور ہولناک ہوگا، اس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے — اور اپنی قبروں سے ننگے اور بے ختنہ اٹھیں گے، اسی حال میں ان کا حشر ہوگا۔ ان میں سے ایسے ہوں گے جو بجلی جیسی تیزی سے (پل صراط پر سے) گزر جائیں گے، بعض پیدل گزریں گے، کچھ منہ کے بل گرتے

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الویل واد فی جھنم"

"ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے" (روح المعانی ص۲۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑتے جائیں گے، بعض اٹھتے لرزتے کانپتے اور لڑکھڑاتے ہوئے چلیں گے اور کچھ منہ کے بل گھسٹتے ہوئے چلیں گے ــــ ان کی یہ ہیئت کذائی ان کے اعمال کی بدولت ہوگی، یہاں تک کہ وہ رب کے حضور حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے۔ اور جیسا ان کا عمل ہوگا، اس کے مطابق انہیں نیکی اور بدی کی جزا و سزا ملے گی ''۔

پانچ باتیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا :

'' اے مہاجرین کی جماعت، پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ تمہارے ان میں مبتلا ہونے سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں :

۱۔ جس قوم میں فحش کاری عام ہوگی اور وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کرے گی، ان میں طاعون اور ایسی وبائیں پھیلیں گی کہ ان سے پہلے لوگوں میں کبھی نہ پھیلی ہوں گی۔

۲۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی، وہ قحط سالی اور محنت و مشقت میں مبتلا ہوگی اور حکام اس پر ستم کے پہاڑ توڑیں گے۔

۳۔ جو قوم اموال کی زکوٰۃ نہیں دے گی، وہ بارش کے قطروں سے محروم رہے گی۔ چنانچہ اگر ان کے مویشی نہ ہوتے تو ان پر آسمان سے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ گرتا۔

۴۔ جو قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا ہوا عہد توڑے گی، اللہ تعالیٰ اس پر غیروں میں سے ایسے دشمن مسلّط فرمائے گا جو ان کا سب کچھ چھین لیں گے۔

۵۔ جس قوم کے ائمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں گے اور اس کے نازل کردہ احکام کی تعمیل نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ اس قوم کے اندر شدید باہمی جھڑپیں اور لڑائیاں پیدا کر دے گا۔

چنانچہ اگر تم بھی ان خصلتوں میں مبتلا ہو گئے تو تمہارا حشر بھی انھی جیسا ہوگا! ــــ

العیاذ باللہ!

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com